جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

شکست پر پردہ ڈالنے کیلئے امریکہ کا نیا تزویراتی منصوبہ

۷۔اکتوبر ۲۰۰۱ء کو جب امریکی صدر جارج بش نے طالبان کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز کیا تھا تو انہیں پورا یقین تھا کہ وہ اندھی طاقت کے بل بوتے پر ظلم و بربریت کا بازار گرم کر کے طالبان کو بہت جلد نیست و نابود کر کے افغانستان پر اپنا تسلط قائم کر لیں گے لیکن انہیں اپنے مقاصد میں ذلت آمیز ناکامی اٹھانا پڑی اور طالبان اس ظالمانہ جنگ میں کامیاب و کامران ہوئے ہیں جو شکست خوردہ طاقتوں کو اس وقت تک کسی قسم کی رعایت دینے کے حق میں نہیں ہیں جب تک کہ قابض فوجیں افغانستان سے نکل نہیں جاتیں۔ معمولی ہتھیاروں سے لیس طالبان کے ہاتھوں شرمناک شکست اٹھانا دنیا کی اکلوتی سپر پاور کیلئے ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ کھلے دل سے شکست تسلیم کرنے کے بجائے امریکہ نے نیٹو ہیڈکوارٹر برسلز کے تذویراتی منصوبہ ساز ادارے کے تیار کردہ منصوبے پر عمل درآمد کا فیصلہ کیا ہے جسے Strategy of Siege کا نام دینا مناسب ہوگا۔ یہ حکمت عملی فریب اور جعلسازی کا ملغوبہ ہے اور شکست پر پردہ ڈالنے کی خاطر بڑے شاطرانہ انداز میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام سے اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

اس منصوبے کے تحت ۲۰۱۲ء کے آخر تک زیادہ تر فوجوں کو افغانستان سے واپس بلا لیا جائے گا اور سپیشل فورسز اور میرینز پر مشتمل تقریباً دس سے بارہ ہزار کے لگ بھگ فوجیوں کو کابل' قندھار' ہرات اور نزدیک کے فضائی مراکز' مثلاً خواجہ روات' قندھار اور شنڈنڈ کی قلعہ بندی کر کے امریکی تسلط قائم رکھنے کی کوشش ہوگی۔ جلال آباد کو افغان فوج اپنے قلعے کے طور پر مضبوط کرے گی جبکہ مزار شریف اور دیہہ دادی کے فضائی اڈے کا انتظام شمالی اتحاد کے حوالے کیا جائے گا تاکہ وسط ایشیائی علاقوں سے سپلائی کے متبادل راستے کی نگرانی کی جاسکے کیونکہ پاکستان کے راستے سپلائی کیلئے محفوظ نہیں ہیں۔ اس طرح شمالی سرحدی علاقے شمالی اتحاد کی تحویل میں دیئے جائیں گے اور جنوب میں صوبہ ہلمند سے لے کر صوبہ لغمان کا علاقہ طالبان کے کنٹرول میں ہوگا۔ اس سازش کے تحت افغانستان کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مقصود ہے۔

امریکہ کا دعوی ہے کہ افغانستان کیلئے چالیس فیصد تک سپلائی وسطی ایشیائی علاقوں کی گذرگاہوں کے ذریعے ہو رہی ہیں' جو صحیح نہیں ہے کیونکہ وسطی ایشیائی علاقوں سے اس قدر سپلائی ممکن نہیں۔ یہ ایک طویل اور خطرناک راستہ ہے روس بھی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کے قرب و جوار کے ممالک بنیاد پرست اور عسکریت پسند تنظیموں کی کارروائیوں کے مراکز بن جائیں اور ازبکستان کی تحریک اسلامی جیسی تنظیمیں' اس راستے سے امریکی فوجوں کی سپلائی کے خلاف متحرک ہو کر پورے علاقے کے امن و امان کو خراب کر دیں۔

مجوزہ قلعہ بند دفاعی امریکی حکمت عملی دراصل' پوشیدہ جنگ کی ایک قسم ہے'' جس میں مسلح ڈرونز اور سپیشل فورسز کے ذریعے

دہشت گردوں کے خلاف سرجیکل آپریشن جاری رکھے جائیں گے۔" واشنگٹن نے ڈرونز حملوں کا دائرہ یمن اور صومالیہ تک پہلے ہی بڑھا دیا ہے۔ القائدہ کے محفوظ ٹھکانوں کو تباہ کرنے کے حوالے سے پاکستان اس قسم کے آپریشن کا خصوصی ہدف بنے گا۔ پاکستان اور طالبان اس سازش کے جواب میں کیا حکمت عملی مرتب کرتے ہیں اس کا تجزیہ ضروری ہے۔

پاکستان کے خلاف آپریشن کے سبب پاک امریکہ تعلقات پہلے ہی خطرناک حدود پر پہنچ چکے ہیں۔ عوامی دباؤ کے سبب پاکستانی فوج کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ ملکی سالمیت کے خلاف اس قسم کی جارحانہ سرحدی خلاف ورزیوں کا منہ توڑ جواب دے۔ رہا یہ سوال کہ کس قسم کی جوابی کاروائی کی جانی چاہیئے تو اس کا فیصلہ اعلیٰ قیادت کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اس قسم کی خفیہ کاروائیوں کی تذویراتی قیمت امریکہ کو ہی چکانا پڑے گی جس کے پاک امریکہ تعلقات پر گہرے اثرات پڑیں گے جو دونوں ممالک کیلئے خطرناک ہوں گے۔ اس سال موسم گرما شروع ہوتے ہی طالبان نے قابض فوجوں کے خلاف اپنی کاروائیوں میں شدت پیدا کر رکھی ہے جس سے قابض فوجوں کو بھاری جانی نقصان کے ساتھ ساتھ پسپائی بھی اختیار کرنا پڑی ہے۔ آئندہ سال کے آخر تک جب امریکی فوجیں قلعہ بند ہو جائیں گی تو طالبان کو نقل و حرکت کی مکمل آزادی حاصل ہوگی جس سے وہ زیادہ موثر طریقوں سے قلعہ بند فوجوں کے خلاف کاروائیاں کرسکیں گے۔ 'جانثار مجاہدین اور میزائیل کی طاقت' (Men and Missile) جسے ۲۰۰۶ء میں حزب اللہ نے کامیاب ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے اسرائیل کے ناقابل شکست ہونے کے غرور کو خاک میں ملایا تھا' طالبان بھی اس حکمت عملی سے فائدہ اٹھا کر محصور فوجوں کے حوصلے پست کرتے رہیں گے کیونکہ طالبان کو نقل و حرکت کی مکمل آزادی حاصل ہوگی جس کی وجہ سے وہ اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ کاروائیاں کرسکیں گے۔

موجودہ حالات میں قلعہ بند دفاعی حکمت عملی ہرگز موزوں نہیں ہے کیونکہ قلعہ بند فوجوں کو اندرون ملک بھی مشکل حالات کا سامنا ہوگا اور بیرون ملک' خصوصاً پاکستان اور ایران کی جانب سے بھی کسی اچھائی کی امید نہیں ہے جبکہ روس اور چین بھی نہیں چاہتے کہ امریکہ افغانستان میں اپنا قیام طویل کرے۔ لہذا جس قدر جلدی وہ افغانستان سے نکلیں گے اتنا ہی خطے میں قیام امن کیلئے بہتر ہوگا۔ اس کے علاوہ امریکہ پر بیرونی دنیا کا دباؤ ہوگا اور طالبان کو باہر سے امداد ملے گی جس سے قلعہ بند فوجوں کے مسائل میں بے پناہ اضافہ ہوگا اور شکست ان کا مقدر بنے گی۔ افغانستان سے امریکہ کے انخلاء کے بعد افغانستان کا نظم و نسق یقیناً طالبان ہی کو سنبھالنا پڑے گا کیونکہ وہی کامیاب اور بڑی طاقت ہیں۔ انہیں امریکہ کی جانب سے ۱۹۹۰ء سے تا حال کی جانے والی وعدہ خلافیوں اور بے وفائیوں کا بہت تلخ تجربہ ہے اور اب وہ ان پر قطعاً اعتماد نہیں کرتے۔ لہذا اب وہ صرف اپنے آپ پر بھروسہ کرتے ہوئے افغانستان میں ایک وسیع البنیاد حکومت قائم کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں جو ملک میں قیام امن کا واحد راستہ ہے۔ امریکہ کو چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے مسائل میں مزید اضافہ کرے' جس قدر جلد ممکن ہو افغانستان سے نکل جائے۔ یہی اس کے حق میں بہتر ہوگا کیونکہ قلعہ بند ہو کر دفاع کرنے کی حکمت عملی امریکہ جیسی سپر پاور کو زیب نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ تزویراتی حالات بھی ایسے ہیں کہ ہر طرف سے منفی اثرات مرتب ہوں گے اور یہ حکمت عملی' نافذ ہونے سے پہلے ہی ناکام ہو جائے گی۔